اے پیغمبر. جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے، اسے کامل طور سے (لوگوں تک) پہنچادو. اور اگر تم نے (ایسا) نہ کیا تو گویا تم نے اس کا (کوئی) کارِ رسالت سر انجام ہی نہیں دیا. اور خداوند تعالی تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا.

(القرآن، سورۃ ۵، آیت ٦٧)

کیا رسول اللہؐ نے کوئی جانشین مقرر فرمایا تھا ؟

شیعہ حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس آیۃِ مبارکہ میں جس اعلان کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس کی تکمیل رسول اللہؐ نے امام علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بروز غدیرِ خُم اپنا جانشین مقرر فرما کر انجام دی.

لیکن کیا لفظ 'مولٰی' کے معنی دوست نہیں؟

باوجود اس کے کہ ہر زمانے میں اور ہر نکتہء نظر سے تعلق رکھنے والے علمائے اہلِسنّت کی ایک کثیر تعداد نے اس واقعے اور رسول اللہؐ کے تاریخی الفاظ کی تصدیق کی ہے، ان کے لئے اس واقعے اور ان حالات میں توافق پیدا کرنے بہت مشکل ہے، جو بعد از وصالِ رسولؐ رونما ہوئے. ان حالات کی تفصیل بیان کرنا، اس مختصر تحریر کی گنجائش سے باہر ہے، لیکن یہ نکتہ قابلِ ذکر ہے کہ کئی علماء نے یہ دعوی کیا کہ رسولؐ کا مقصد محض علیؑ کو مسلمانوں کا 'دوست' اور 'مددگار' قرار دینا تھا!

مگراس واقعے کے کئی پہلو ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی اہمیت محض دوستی کے اعلان سے کہیں زیادہ تھی. مختلف آیات قرآنی کا نزول، مسلمانوں کا ایک بڑا اجتماع، حیاتِ نبوی کا دورِ آخر، لوگوں کا پیغمبرؐ کا حق اور برتری (بحیثیت صاحب الامرؐ) تسلیم کرنا، اعلان کے بعد امامِ علیؑ کے ہاتھ پر بیعت،
بعد اذاں عمر ابن خطّاب کی تہنیت ومبارکباد، اور اس کے علاوہ کئی پہلو، جنھیں بوجہء اختصار ان سطور میں بیان کرنا ممکن نہیں، ان سب سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے، کہ یہ جانشینِ پیغمبرؐ مقرر کرنے کی تقریب تھی.
یہ بھی واضح ہے کہ دورِ نبوی کے بعد لفظ '**مولا**' مکمل حاکمیت اور ولایت کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا، جس میں ظاہری حکومت بھی شامل ہے.

حرفِ آخر:

اگر ابھی بھی اس اعلان کی تاریخی اہمیت اور اس کو چھپانے کے لئے چند عناصر کی کوششوں میں کوئی شبہ باقی ہو تو درجِ ذیل کو بطور حرفِ آخر پیش کیا جارہا ہے.

واقعہِ غدیرِخم کے عرصہء دراز بعد، جب امامِ علیؑ نے اپنے دورِ خلافت میں صحابی رسولؐ انس ابن مالک سے فرمایا: 'تم کیوں نہیں کھڑے ہو کر اُس کی گواہی و تصدیق کرتے، جو روزِ غدیر تم نے رسول اللہؐ سے سنا تھا؟'، تو انس نے جواب دیا: 'یا امیرالمومنینؑ! میں ضعیف ہوگیا ہوں، اور مجھے یاد نہیں.' اس پر علیؑ نے کہا 'اگر تم دانستہ حق پر پردہ‌پوشی کر رہے ہو تو اللّٰہ تمھارے چہرے کو سفید دھبے (برص) سے داغ دے، جو تمھارے عمامے سے بھی نہ چھپے.' انس کے چہرے پر اس جگہ سے اٹھنے سے قبل ہی سفید داغ نمایاں تھا.

- ابن قتیبة الدینوری، کتاب المعارف، (مصر ۱۳۵۳ھ)، ص ۲۵۱
- احمد ابن حنبل، المسند، ج ۱، ص ۱۱۹
- ابو نعیم الاصفهانی، حلیة الاولیاء (بیروت ۱۹۸۸)، ج ۵، ص ۲۷
- نورالدین الحلبی الشافعی، السیرة الحلبیہ، ج ۳، ص ۳۳۶
- المتقی الهندی، کنزالعمال (حلب ۸۴-۱۹۶۹)، ج ۱۳، ص ۱۳۱

واقع غدیر خم کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے

http://al-islam.org/ghadir/

روزِ غدیر کیا ہوا تھا ؟

غدیرِ خم مکّہ سے چند میل کے فاصلے پر، مدینے جانے والے راستے پر ایک مقام ہے۔ حجّتہ الوداع سے واپسی پر بروز ۱۸ ذی الحج (۱۰ مارچ) جب رسول اللّہؐ اس مقام سے گزر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: **'اے پیغمبر. جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوا ہے، اسے کامل طور سے (لوگوں تک) پہنچادو...'**
آپؐ وہاں رک گئے اور ان تمام حاجیوں سے خطاب کرنے کا ارادہ فرمایا، جو مکّہ سے آپؐ کے ہمراہ تھے اور اس مقام سے اپنی اپنی منازل کی طرف جانے کے لئے الگ ہونے والے تھے. آپؐ کی ہدایات کے مطابق درختوں کی شاخوں سے ایک خصوصی منبر تیار کیا گیا. بعد از نماز ظہر، سرور کائناتؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے وصال سے تین ماہ قبل عوامُ النّاس کے سب سے بڑے اجتماع سے مخاطب ہوئے.

اس خطبے کا ایک اہم لمحہ وہ تھا جب نبی اکرمؐ نے امام علیؑ کا ہاتھ تھام کر لوگوں سے پوچھا، کہ کیا آپؐ تمام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق نہیں رکھتے؟

مجمع نے یک زبان ہو کر تسلیم کیا، کہ 'بلاشبہ ایسا ہی ہے یا رسول اللّہؐ!'

آپؐ نے پھر اعلان فرمایا: **'جس کا میں مولا (ولی) ہوں، علیؑ بھی اس کے مولا ہیں. پروردگار! دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کا دشمن ہو!'**

جیسے ہی پیغمبرؐ اپنے خطاب سے فارغ ہوئے، قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: **'آج کے روز میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر قبول کرلیا.'** (القرآن، سورۃ ۵، آیت ۳)

اس کے بعد رسولؐ نے ہر ایک کو علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی اور مبارکباد دینے کی ہدایت فرمائی. ان لوگوں میں عمر ابن خطّاب بھی شامل تھے جنھوں نے کہا: 'مرحبا اے ابن ابی طالبؑ!! آج سے آپ تمام مومنین اور مومنات کے مولا قرار پائے!'

ایک عرب سے واقعہ غدیرخم سن کر رہا نہ گیا اور رسولؐ سے آکر کہنے لگا: 'آپؐ نے ہم کو حکم دیا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللّہ کے اور آپ اللّہ کے رسولؐ ہیں. ہم نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی. آپؐ نے دن میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لیے کہا. ہم نے آپؐ کی اطاعت کی. آپؐ نے ماہ رمضان میں روزے کی تلقین کی. ہم نے آپؐ کی اطاعت کی. آپؐ نے حج کے لئے مکّہ جانے کو کہا اور ہم نے مان لیا. مگر آپؐ اس سب پر بھی مطمئن نہیں اور اب اپنے چچازاد بھائی کو اپنے ہاتھ سے بلند کر کے ہم پر مولا بنا کر مسلّط کر دیا ہے، یہ کہہ کر کہ 'جس کا میں مولا، اس کا علیؑ مولا!!' یہ نیا حکم آپؐ کی طرف سے ہے یا اللّہ کی طرف سے؟'
رسولؐ نے جواب دیا: 'اس اللّہ کی قسم جو معبودِ واحد ہے. یہ اللّہ جَل جلالہٗ کی طرف سے ہے.'

یہ جواب سن کر وہ آدمی پلٹا اور اپنی اونٹنی کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگا: 'اے پروردگار! اگر محمّد نے جو کہا ہے وہ حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا اور شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا کر.' وہ اپنی اونٹنی تک نہیں پہنچ پایا کہ اللّہ نے آسمان سے پتھر نازل کیا جو اس کے سر کو چیرتا ہوا اس کے جسم میں اتر گیا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا. اس موقعے پر، اللّہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

ایک سوال کرنے والے نے عذاب کا سوال کیا جو واقع ہو گیا. یہ عذاب منکرین کے لئے ہے اور کوئی شخص اسے دفع نہیں کرسکتا. یہ ذی المعارج اللّہ کی طرف سے ہے. (القرآن سورۃ ۷۰، آیت ۳-۱)

کیا علمائے اہِلسنّت اس واقعے کو مستند گردانتے ہیں؟

اہِلسنّت کے جن معتبرین نے اس واقعے کو مختصراً اور تفصیلاً روایت کیا ہے، ان کی تعداد حیرت انگیز ہے! پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی تک (ساتویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی تک) ۱۱۰ صحابہء کرام، ۸۴ تابعین اور عالمِ اسلام کے سینکڑوں علماء نے اس واقعے کی روایت کی ہے. یہ اعداد و شمار فقط اُن راویوں کے ہیں جن کی روایات علمائے اہِلسنّت کے پاس محفوظ ہیں!

ان کثیر ذرائع میں سے چند ایک کا مختصر انتخاب ذیل میں دیا گیا ہے. ان میں سے اکثر علماء نہ صرف رسولؐ کے اس تاریخی اعلان کو نقل کرتے ہیں، بلکہ اس کو مستند سمجھتے ہیں.

- الحاکم النیشاپوری، **المستدرک علی الصحیحین**، (بیروت) ج ۳، ص ۱۱۰-۱۰۹، ۱۳۳، ۱۴۸، ۵۳۳ نے واضح طور پر اس حدیث کو البخاری اور مسلم کے معیار مطابق 'صحیح' قرار دیا ہے. الذہبی نے اس کی تصدیق کی ہے.
- الترمذی، **سنن**، (مصر) ج ۵، ص ۶۳۳
- ابن ماجہ، **سنن**، (مصر، ۱۹۵۲)، ج ۱، ص ۴۵
- ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری بی شرح صحیح البخاری**، (بیروت، ۱۹۸۸) ج ۷، ص ۶۱
- العینی، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، ج ۸، ص ۵۸۴
- ابن الأثیر، **جامع الاصول**، ا ۲۲۷، نمبر ۶۵
- جلال الدین السیوطی، **الدر المنثور**، ج ۲، ص ۲۵۹، ۲۹۸
- فخرالدین الرازی، **تفسیر الکبیر**، (بیروت ۱۹۸۱) ج ۱۱، ص ۵۳
- ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، (بیروت) ج ۲، ص ۱۴
- الواحدی، **اسباب النزول**، ص ۱۶۴
- ابن الأثیر، **اسد الغابة فی معرفة الصحابة**، (مصر) ج ۳، ص ۹۲
- ابن حجر العسقلانی، **تہذیب التہذیب**، (حیدر آباد ۱۳۲۵)، ج ۷، ص ۳۳۹
- ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، (مصر ۱۹۳۲)، ج ۷، ص ۳۴۰، ج ۵، ص ۲۱۳
- الطحاوی، **مشکل الآثار**، (حیدر آباد، ۱۹۱۵)، ج ۲، ص ۳۰۸-۳۰۹
- نورالدین الحلبی الشافعی، **السیرة الحلبیہ**، ج ۳، ص ۳۳۷
- الزرقانی، **شرح المواهب اللدنیة**، ج ۷، ص ۱۳